سوالات: محمد احمد حافظ

عمرِ رَفتہ کی چند شیریں یادیں

حضرت مولانا محمد صدّیق رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان سے ایک یادگار تحریری مکالمہ

یادگارِ اَسلاف، اُستاذ العلماء، اُسوۃ الصلحاء، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق صاحب ۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۷ھ/ ۱۸ر فروری ۲۰۱۶ء جمعرات کے روز ملتان میں انتقال فرما گئے...... اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ...... دِل بے قرار و بے چین ہے، اور کسی طرح یقین کرنے کو تیار نہیں، مگر تا بہ کے؟...... موت اٹل حقیقت ہے، اس سے کسی کو بھی جائے فرار نہیں۔ حضرت رحمہ اللہ آیۃ الخیر حضرت مولانا خیر محمد جالندھری رحمہ اللہ کے شاگردِ رشید اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے شیخ الحدیث تھے۔ ’خیر المدارس جالندھر‘ سے اُستوار ہونے والا رشتہء مہر و وفا تقریباً پون صدی تازہ رہا۔ آپ اَکابر و اَسلاف کی جملہ حسین و دَرخشاں روایات کے اَمین اور علماء دیوبند کے فکر و خیال کی سچی تفسیر تھے...... اَکل کھرے...... سیاہ کو سفید نہ کہنے والے...... جو بات حق جانتے برملا کہتے۔ اب اس طرح کے یادگارِ زمانہ لوگ رہ ہی کتنے گئے ہیں؟۔ تا حیاۃ آپ مسند تدریس پر فائز رہے، اور علم کی خوشبو بانٹتے رہے۔ اَندرون و بیرون ملک آپ کے ہزاروں تلامذہ دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ کچھ عرصہ قبل راقم نے ماہنامہ ’وِفاق المدارس‘ ملتان کے لیے آپ کی حیاۃ و خدمات کے حوالے سے تحریری سوالات آپ کی خدمت میں بھیجے تھے، ضعف و علالت کے باوجود آپ نے کمال شفقت اور بشاشت قلب کے ساتھ ان کے جوابات مرحمت فرمائے۔ یوں ایک تحریری مکالمے کی صورت بن گئی۔ اس تحریری مکالمے میں جہاں آپ کے اپنے قلم سے زندگی کے مختلف گوشے سامنے آئے وہیں فکر و نظر کے دریچے بھی وَا ہوئے۔ رسوخ فی العلم کسے کہتے ہیں؟ مکمل انٹرویو پڑھ کر ہی آپ کو اندازہ ہوگا۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ انٹرویو آپ کا پیغام آخریں بھی ہے اور اَپنے تلامذہ کے لیے وصیت و نصیحت بھی!...... محمد اَحمد حافظ

سوال :...... **حضرت والا سے درخواست ہے کہ اپنی پیدائش، آبائی علاقے، خاندانی ماحول کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں؟**

جواب :...... میرا نام محمد صدیق بن حاجی نبی بخش ہے۔ میری پیدائش ۱۳۴۵ ہجری مطابق ۱۹۲۶ء میں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ایک دیہات چک نمبر ۲۵۱ گ ب ”اُ گی“ میں ہوئی۔ ہم چار بھائی اور دو بہنیں ہیں، بندہ ان سب سے چھوٹا ہے۔ خاندانی ماحول کاشت کاری کا تھا اسی وجہ سے میرے والد صاحب بھی کاشت کار تھے۔ بندہ نے ۱۳۵۱ ہجری/ ۱۹۳۲ء میں سکول کی تعلیم حاصل کرنا شروع کی اور ۱۳۵۹ ہجری/ ۱۹۴۰ء میں مڈل کا امتحان پاس کیا۔

ہمارے گاؤں کے زمیندار مولانا فتح الدین صاحب (مرحوم) تھے بندہ کے والد محترم اُن کی زمین کاشت کرتے تھے۔ انہوں نے والد محترم سے فرمایا کہ اپنے بچے کو دین پڑھاؤ تو والد محترم نے ان کے کہنے پر بندہ کو مولانا عبد المجید صاحب (مرحوم) جو مظاہر العلوم سہارنپور کے فاضل تھے اور ہمارے گاؤں کی جامع مسجد کے خطیب تھے کے پاس دینی کتابیں پڑھنے کے لیے بھیج دیا۔ بندہ نے ان کے پاس مفید الطالبین، قدوری شریف، ہدایۃ النحو وغیرہ تک کتابیں

پڑھیں۔اس کے بعد ۱۳۶۳ھ/ ۱۹۴۴ء میں حضرت مولانا فتح الدین صاحب (مرحوم) اور مولانا عبدالمجید صاحب (مرحوم) نے باہمی مشورہ سے بندہ کو رقعہ دے کر خیرالمدارس جالندھر مزید تعلیم کے لیے بھیجا۔امتحان کے بعد جامعہ خیرالمدارس جالندھر میں بندہ کا داخلہ کنزالدقائق ،کافیہ اور ترجمہ قرآن مجید کے درجہ میں ہوا۔پاکستان بننے تک وہیں تعلیم حاصل کی اور پاکستان بننے کے بعد جب جامعہ خیرالمدارس جالندھر سے ملتان آ گیا تو مزید دوسال یہاں آ کر جامعہ خیرالمدارس ملتان میں ہی اپنی تعلیم مکمل کی۔

سوال :......آپ نے جامعہ خیرالمدارس جالندھر میں تعلیم حاصل کی ،اپنے زمانہ طالب علمی کے متعلق بتائیے گا کہ وہ کیسا دور تھا؟اس دور کے طلبہ کیسے ہوتے تھے؟اپنے اساتذہ کے بارے میں کچھ بتائیے؟

جواب :......جامعہ خیرالمدارس جالندھر میں ہمارا طالبعلمی کا دور خالص محنت کا تھا۔طلبہ ہمہ وقت محنت سے تکرار و مطالعہ میں مشغول رہتے تھے۔تعداد کم تھی ،غیر حاضری کا تصور تک نہ تھا اور نہ ہی آسانی سے رخصت ملتی تھی۔حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری نوراللہ مرقدہ طلبہ کے لیے رخصت کو ناپسند کرتے تھے۔فرمایا کرتے تھے کہ جمعہ کا دن گھومنے پھرنے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ چھ دن کے آموختہ اسباق یاد کرنے کا ہوتا ہے۔اس دور کے طلبہ نہایت فرمانبردار باادب ہوتے تھے اپنے اساتذہ کی خدمت کو بہت بڑا اعزاز سمجھتے تھے۔اساتذہ سے سبق پوچھنے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ کرتے تھے۔اس دور کے اساتذہ کرام طلبہ کو خوب محنت کراتے تھے۔

جامعہ خیرالمدارس جالندھر میں بندہ کے اساتذہ کرام:

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری ،حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوری ،حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب ہوشیار پوری ،حضرت مولانا عبدالجمیل صاحب پشاوری ،حضرت مولانا انیس الرحمٰن لدھیانوی ،حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری رحمہم اللہ

جامعہ خیرالمدارس ملتان میں بندہ کے دورہ حدیث شریف کے اساتذہ کرام:

حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمہ اللہ/بخاری شریف

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کامل پوری رحمہ اللہ/ترمذی شریف وابوداؤد شریف

حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی رحمہ اللہ/مسلم شریف

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب کامل پوری رحمہ اللہ/نسائی ،ابن ماجہ ،طحاوی ومؤطین۔

بندہ کے تمام اساتذہ اپنی جگہ بہترین استعداد رکھتے تھے ،تفہیم میں ماہر تھے ،خاص کر حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری اسباق ایسے طریقہ سے پڑھاتے تھے کہ سبق اسی وقت یاد ہو جاتا تھا۔حضرت مولانا عبدالجمیل صاحب پشاوری مقامات پڑھانے کے دوران ہر ہفتہ عربی کا مضمون لکھواتے اور تربیت فرماتے تھے۔اساتذہ اس دور میں ایک دوسرے سے استفادہ اور افادہ میں عار نہ سمجھتے تھے۔حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوری تو دورانِ سبق اگر کوئی بات سمجھ نہ آتی تو بڑے اساتذہ کے پاس کتاب اٹھا کر تشریف لے جاتے تھے۔

حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب پوچھنے والے طالبعلم کو خوب مطمئن کرتے تھے۔ اسباق سنتے وقت اگر کوئی طالبعلم سبق نہ سنا سکتا تو فرماتے خرقیو میں تمہیں موتی رول رول کر دیتا ہوں اور تم قدر نہیں کرتے۔ حضرت کا یہ بھی معمول تھا کہ سبق کی تقریر کر کے کسی ایک کو مخاطب کر کے فرماتے کہ بتاؤ میں نے کیا کہا اس سے طالبعلم متیقظ ہو کر سبق پڑھتے۔

جامعہ خیر المدارس جالندھر میں تین سال طالبعلمی کے نہایت سکون اور محنت سے گزارے اس دور میں کوئی تشویش نہ تھی۔ جب تحریکِ پاکستان شروع ہوئی، ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے تو طلبہ ہمہ وقت پریشان رہتے، سکھوں کے حملہ کے خوف سے راتوں کو جاگ کر پہرہ دیتے تھے اس سال محنت میں کمی آ گئی تھی تعلیمی سال کمزوری سے گزارا۔

سوال:...... **بانی جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ بتایئے، ان کی شخصی سیرت، تدریسی انفرادیت...... اور مدرسہ کے اہتمام میں ان کی رائے، طریقہ اور عمل کیا ہوتا تھا؟**

بانی جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری کی شخصی سیرت:

حضرت کی سیرت کے کامل ہونے کی یہی بڑی دلیل ہے کہ مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ اعظم تھے۔ اتباعِ سنت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ بدعت سے خود بھی دور رہتے تھے اور فارغ التحصیل طلبہ کو تاکید کرتے کہ بدعت کے ماحول میں جا کر کبھی بدعت میں شریک نہ ہونا۔ حضرت کی زندگی میں خاندان میں کئی اموات ہوئیں لیکن حضرت نے کبھی بھی تعزیت کے لیے آنے والوں کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کی بلکہ آنے والوں کو تعزیت کا طریقہ اور مسائل سمجھاتے تھے۔ اہل سنت والجماعت کے مسلک پر بہت مضبوطی سے عمل کرتے اگر کوئی دوست غیر مسلک کی مجالس میں شرکت کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے۔

آپ چلتے تو سنت کے مطابق **کانہ ینحط من صبب** کا مصداق ہوتے، خوشی کے وقت تبسم فرماتے تو ایسے معلوم ہوتا تھا کہ منہ سے پھول گر رہے ہیں۔ طلبہ میں منکر شرعی پر اشد غضباً کا مصداق ہوتے، جالندھر کے زمانہ میں اپنے ہاتھ سے بھی سزا دیتے تھے۔ مہمان نوازی میں علماء کرام کا بہت احترام فرماتے خود ہاتھ میں کھانا چائے وغیرہ اٹھا کر لاتے اور جلسہ کے ایام میں خود ہر کمرہ میں جا کر مہمانوں کو پوچھتے صرف خدام پر انحصار نہ فرماتے۔ بندہ نے حضرت کے بہت قریب رہ کر وقت گزارا۔ الحمد للہ نہ میں نے کبھی کسی کی غیبت کی اور نہ حضرت نے کبھی کسی کی غیبت سنی آپ کی مجلس غیبت سے پاک ہوتی تھی۔ حضرت میں عاجزی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی حتی الوسع صف اولیٰ کا اہتمام کرتے تھے لیکن کسی مجبوری کے وقت میں مسجد میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے اپنے لیے کسی جگہ کو خاص نہ فرماتے اور نہ ہی کسی جگہ پر جانے کو پسند فرماتے۔

جامعہ کے وقف مال کی حفاظت اور نگرانی خود فرماتے۔ ہر سال کتب خانہ کی پڑتال فرماتے۔ مالیات میں بہت احتیاط فرماتے۔ تملیک زکوٰۃ کے لیے روپوں کی تھیلی الگ رکھی تھی جس سے تملیک فرماتے۔ جامعہ کی اشیاء کے استعمال میں بہت احتیاط فرماتے، ذاتی ضرورت کے لیے جامعہ کے ضابطہ کے مطابق سہولیات لیتے۔ ایبٹ آباد کے ہسپتال میں زیر علاج تھے، حضرت مولانا محمد شریف صاحب کشمیری مرحوم اور حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب مرحوم نے کچھ رقم برائے علاج حافظ رشید احمد مرحوم کے ہاتھ بھیجی تو لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ضابطہ کے مطابق میرے لیے ایک ماہ کی تنخواہ سے زاید لینا جائز نہیں ہے

۔ایک عزیز نے ٹھنڈا کولر لگوانے کا مشورہ دیا تو فرمایا دعا کرو اللہ تعالیٰ قبر میں ٹھنڈا کولر لگوا دیں اور مشورہ قبول نہیں فرمایا۔ بیشتر مرتبہ میری کوتاہی پر ناراض ہوئے لیکن جلد ہی ناراضی ختم فرما دیتے، گویا کہ حضرت سریع الغضب سریع الفئ کا عین مصداق تھے۔سفر میں خادم کے ساتھ گھل مل کر سفر کرتے تا کہ خادم کسی قسم کی اجنبیت محسوس نہ کرے۔

تدریسی انفرادیت:

تدریس میں مضمون مرتب ہوتا، آواز بالکل معتدل ہوتی اتار چڑھاؤ نہ ہوتا، حدیث مبارکہ کا سبق محبت وجذب کا مظہر ہوتا، یہاں تک کہ چہرہ مبارک منور ہو جاتا۔ ایسے بولتے کہ لکھنے والا آسانی سے لکھ لیتا تھا، صرف دورہ حدیث شریف کے سبق میں لکھنے کی اجازت عنایت فرماتے، باقی درجات میں پڑھائی کے وقت سامنے لکھنے سے منع فرما دیتے کہ اس سے طالبعلم سمجھنے کی طرف متوجہ نہیں رہتا۔ ہم سلم العلوم کے سبق میں کاپیاں کاغذ لے کر گئے تو لکھنے سے منع فرما دیا کہ دھیان سے پڑھ لو، اگر ضرورت سمجھو تو کمرہ میں جا کر لکھ لینا۔ فرماتے اس طرح پڑھاؤ کہ طالب علم سمجھ کر یاد کرے۔ فرماتے کہ استاد کی مثال جورو کی سی ہونی چاہیے کہ پکا پکایا کھانا دیتی ہے، اسی طرح سبق کی تقریر مرتب ہونی چاہیے تا کہ طالبعلم سمجھنے میں الجھن محسوس نہ کرے۔ فرماتے جو استاد سر بلند کر کے طالبعلموں سے مخاطب نہیں ہوتا وہ کماحقہ سمجھا تا نہیں۔

مدرسہ کا اہتمام:

اہتمام کے متعلق فرماتے کہ یہ مشکل ترین عمل ہے۔ مدرسہ چلانا گویا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ خداداد رعب کی وجہ سے اساتذہ طلبہ ہمہ وقت تعلیم میں مشغول رہتے۔ حضرات اساتذہ کے لیے تعلیم کے علاوہ دوسرے کاموں میں مشغولی ناپسند فرماتے تھے، اسی طرح اساتذہ کے شہریوں سے تعلق کو ناپسند فرماتے تھے۔ حضرت رحمہ اللہ جز وقتی مدرس کے قائل نہ تھے۔ فرمایا مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی کی خصوصیت ہے، ان کے والد حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی شبیہہ تھے انہوں نے حضرت رحمہ اللہ سے فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ میرا بیٹا آپ کے مدرسہ میں بھی پڑھائے، جب کہ حضرت مفتی محمد عبداللہ صاحب ڈیروی مرحوم جامعہ قاسم العلوم میں مدرس تھے، تو ان کی درخواست کو قبول فرما لیا۔ حضرت رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ اہتمام وہ ہے کہ جو احتمال کے طور پر واقع ہوسکتا ہو، اس کا انتظام بھی سوچا ہوا ہو۔ اساتذہ کے آپس کے اختلاف کو بہت ناپسند فرماتے نیز اساتذہ کا آپس میں تعریض اور تنقید کرنا حضرت کو بہت ناگوار تھا۔ اساتذہ کا انتخاب بالغ نظری سے کرتے تھے، پھر بھی اگر کوئی بات قابلِ اصلاح ہوتی تو علیحدگی میں ذکر کرتے۔ اساتذہ کا اکرام ملحوظ رکھتے جس سے استاد اجنبیت محسوس نہ کرتے۔ یہ تأثر نہ ہوتا کہ مہتمم صاحب مجھے نوکر سمجھ رہے ہیں، یہی راز ہے کہ جو جامعہ خیر المدارس کا استاد بنا پھر تاحیات اس نے جامعہ خیر المدارس سے وفا کی اور اپنا مدرسہ سمجھ کر مدرسہ کی خدمت کی۔ نیا استاد مقرر فرماتے تو عید سے پہلے طلبہ کو بلا کر ایک آدھ امتحان ضرور لیتے تھے۔ مجھے جب مؤطا امام محمد رحمہ اللہ کی تدریس کا ذمہ دار بنایا تو اسباق کو خادم کے ذریعہ سے سنتے تھے اور میری حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے۔ اساتذہ کے لیے بھی اسباق میں ناغہ کو پسند نہ فرماتے تھے کوئی بیماری یا عذر کی وجہ سے لمبی چھٹی لیتا تو اس کے اسباق خود پڑھاتے یا جن استاد صاحب کا وقت خالی ہوتا اس کی طرف منتقل فرما دیتے۔ چنانچہ صدر المدرسین حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کی بیماری کے زمانہ میں ترمذی شریف کا سبق بھی

خود شروع کرادیا تھا۔ سفر میں کسی طالبعلم کو ساتھ لیا ہوتا تو فرماتے کہ کتابیں ساتھ لے لینا۔

سوال:......دور طالب علمی کا کوئی خاص واقعہ جو آپ کے لیے ایک یادگار ہو؟

طالبعلمی کے چند یادگار واقعات:

(۱) طالبعلمی کے پہلے سال جلسہ کے موقعہ پر میری ذمہ داری عام مطبخ میں لگی، چناں چہ میں اپنے کام میں مصروفیت کی وجہ سے مطبخ سے باہر ہی نہیں گیا اور نہ ہی مہمانانِ گرامی کی زیارت کرسکا۔ آخری روز میں آٹا سر پر اٹھا کر تنور سے روٹیاں پکوانے جارہا تھا تو سامنے سے حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ تشریف لا رہے تھے، میرے نگران حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رائے پوری رحمہ اللہ کو مجھ پر ترس آیا کہ تین روز سے اس نے کسی باہر سے آنے والے عالم کی زیارت نہیں کی، اس لیے ان کا ارادہ ہوا کہ مجھے شاہ جی سے مصافحہ کروائیں۔ چناں چہ انھوں نے آٹے کا برتن مجھ سے لیا اور فرمایا کہ شاہ جی سے مصافحہ کرلو جب میں مصافحہ کرنے لگا تو فرمایا بے چارہ طالبعلم ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ طالبعلموں سے بہت محبت فرماتے تھے چناں چہ شاہ صاحب نے بجائے مصافحہ کے مجھے گلے لگالیا اور فرمایا طالبعلم اور بے چارہ؟! اللہ تعالیٰ اسے باچارہ کرے......طالبعلم اور بے چارہ؟! اللہ تعالیٰ اسے باچارہ کرے......طالبعلم اور بے چارہ اللہ تعالیٰ اسے باچارہ کرے......تین بار گلے لگا کر جھومے اور مذکورہ دعا دی۔ یہ یادگار واقعہ بہت دفعہ سنایا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بزرگ کی دعا سے مجھے بہت ’باچارہ‘ کیا۔

(۲) جامعہ خیر المدارس کے نصاب میں پہلے ترجمہ قرآن مجید داخل نہ تھا حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کوششوں سے ترجمہ داخل نصاب کیا گیا سورۃ بقرۃ مولانا محمد عبداللہ رائے پوری رحمہ اللہ نے اور باقی مکمل قرآن پاک حضرت الاستاد مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ نے دو سال میں پڑھایا۔ گویا مدارس کی تاریخ میں پورے قرآن کا ترجمہ پہلی مرتبہ جامعہ خیر المدارس میں پڑھایا گیا اور اس پر جو خوشی منائی گئی وہ یادگار تھی۔

(۳) پاکستان بننے سے پہلے حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ جالندھر کے قریب شیر بنگے میں مسجد کی بنیاد رکھنے کے لیے تشریف لائے تو حضرت رحمہ اللہ نے سارے جامعہ کو رخصت عنایت فرمائی کہ شاید پھر سرحدیں حائل ہوجائیں اس لیے زیارت کرلو اس موقعہ پر حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور حضرت مولانا اعزاز علی رحمہما اللہ کی زیارت ہوئی۔ مسجد کی بنیاد رکھنے کے بعد ایک تانگہ جلسہ گاہ کی طرف جارہا تھا جس پر حضرت مدنی اور حضرت مولانا اعزاز علی اور حضرت مولانا محمد صادق جو حضرت رائے پوری کے متوسلین میں سے تھے اور حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد صاحب رحمہم اللہ سوار تھے سارا مجمع تانگے کی رفتار کے ساتھ ساتھ جلسہ گاہ کی طرف جارہا تھا جن میں بندہ بھی شامل تھا۔

سوال:......جامعہ خیر المدارس سے آپ کب سے وابستہ ہیں، اور یہاں آپ کن عہدوں پر فائز رہے؟

جواب:......جامعہ خیر المدارس سے وابستگی ۱۳۶۳ ہجری بمطابق ۱۹۴۴ء میں بطور طالبعلمی ہوئی چار سال جالندھر اور دو سال ملتان میں تعلیم مکمل کی۔ فراغت کے بعد حضرت الاستاد مولانا خیر محمد جالندھری مرحوم نے یہ کہہ کر بلایا کہ آجاؤ طریقہ تعلیم سیکھتے رہنا، مناسب جگہ ملنے پر تجھے بھیج دیا جائے گا۔ ایک سال میں تکمیل کے اسباق پڑھے اور

فارسی کے کچھ اسباق بھی پڑھائے اگلے سال یعنی ۱۳۷۰ ہجری میں حضرت الاستاد رحمہ اللہ کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں بندہ کو مستقل مدرس بمشاہرہ ستر روپے مقرر فرمایا۔ اس وقت سے لے کر اب تک بدستور اللہ کے فضل سے مدرس ہوں۔

جامعہ خیر المدارس میں عہدوں پر نہیں بلکہ کن کن خدمات پر مامور رہا......!

طالبعلمی کے زمانہ میں ہمہ قسم خدمات سرانجام دیں۔ جالندھر میں جامعہ کی ضرورت کے لیے کھانا گھروں سے وصول کر کے لانا۔ ریڑھی کے ذریعہ مشین سے آٹا پسوانا، پہرے داری کرنا۔ باورچی کی رخصت یا بیماری کے موقعہ پر کھانا، سالن کا انتظام کرنا، اسی طرح مطبخ کی ضرورت کے لیے لکڑیاں کاٹ کر ایندھن بھی تیار کیا۔ حتیٰ کہ بیت الخلاء کی صفائی تک کی خدمت بھی سرانجام دی۔ ہمارے استاد عصر کی نماز کے بعد خدمت کے لیے فرماتے کہ کوئی ہے ؟ میں فوراً کہتا میں حاضر ہوں پھر انہوں نے ایک موقعہ پر فرمادیا کہ تو تو ہے ہی اب جب آواز دوں تو کوئی اور بولا کرے۔

تدریس کے علاوہ خدمات

سب سے پہلے تدریس کی خدمت کے علاوہ مطبخ کی خدمت، نگرانی، کھانا تقسیم کرنا ذمہ لگایا گیا۔

(۱) نظام مطبخ (۲) نظامِ دارالاقامہ (۳) نگران دارالاقامہ (۳) ناظم تعلیمات (۴) معین مفتی (۵) ناظمِ اعلیٰ (۶) صدر مدرس کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔

اب بیماری، معذوری اور بڑھاپے کی وجہ سے حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے بندہ کو بخاری شریف کے سبق کے سوا باقی تمام خدمات سے مستثنیٰ قرار دیا ہوا ہے۔

سوال:......آپ بخاری شریف کا درس کب سے دے رہے ہیں؟

جواب:......مکمل بخاری شریف کا سبق علامہ محمد شریف صاحب کشمیری مرحوم نے وفات سے قبل ہی ۱۴۰۸ ہجری میں میرے ذمہ لگا دیا تھا، تقسیم اسباق کے موقع پر بعض اساتذہ نے کچھ حصہ کی خواہش کا اظہار کیا تو اساتذہ کے سامنے فرمایا محمد صدیق حَیّــاً ومَیّتــاً میرا ساتھی ہے، بخاری اس کے پاس رہنے دو۔ اس کے بعد سے اب تک الحمد للہ بخاری شریف کے طلبہ کی خدمت جاری وساری ہے۔

سوال:...... اَصحُّ الکُتبِ بعدَ کتابِ اللّٰہ "الصحیح للبخاری" اپنی جلالت، ترتیب وتنسیق کے اعتبار سے درس نظامی کی اہم ترین کتاب ہے۔ اس کی بنیادی خصوصیات کیا ہیں؟......اس کی تدریس میں اور مباحث علمیہ میں کن امور کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

جواب:......بخاری شریف میں امام بخاری رحمہ اللہ عادل، کامل الضبط وکثیر الملازمہ راویوں سے روایت ذکر کرنے میں منفرد ہیں اس لیے ان کی کتاب کے 'اصح الکتب بعد کتاب اللہ' ہونے پر اجماع ہے۔

بخاری شریف کی بنیادی خصوصیت اس کے تراجم ہیں، فقہ البخاری فی تراجمہ تراجم کی اقسام اور ان کی اغراض اتنی کثیر ہیں

کہ ان کا استقصاء ممکن نہیں۔

☆......تراجم کی اقسام حضرت مولانا احمد علی صاحب مرحوم کے مقدمہ بخاری شریف اور حضرت علامہ سید انور شاہ رحمہ اللہ کی شرح بخاری 'فیض الباری' اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مرحوم کی شرح بخاری 'لامع الدراری' کے شروع میں کثیر تعداد میں ذکر کی گئی ہیں۔

☆......امام بخاری رحمہ اللہ کا 'ترجمۃ الباب' دعویٰ ہوتا ہے اور 'حدیث الباب' اس کی دلیل ہوتی ہے۔کبھی استدلال صراحتاً ہوتا ہے اور کبھی تضمناً اور کبھی التزاماً اور کبھی اشارۃً اور کبھی دوسری جگہ مفصل روایت کے اعتبار سے۔

☆......کبھی ترجمہ شارحہ لاتے ہیں یعنی حدیث خاص ہو تو عموم بیان کرتے ہیں اور اگر حدیث عام ہو تو تخصیص کرتے ہیں۔

☆......ترجمۃ الباب سے مذاہب ائمہ بیان کرتے ہیں، بہت سے تراجم حنفیہ کی تائید میں ہیں نیز بیان مذاہب ائمہ اربعہ میں منحصر نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی بیان کرتے ہیں۔

☆......ترجمۃ الباب کے لیے جب کوئی حدیث دلیل کے طور پر نہیں ملتی تو قرآن، حدیث جو ان کی شرائط کے مطابق ہو یا قولِ سلف سے استدلال کرتے ہیں۔

☆......کبھی باب بلا ترجمہ لاتے ہیں اور یہ پہلے باب کا تتمہ ہوتا ہے اور اسے تکثیر فوائد یا تشحیذ اذہانِ طلبہ کے لیے ذکر کرتے ہیں۔

☆......اور کبھی استدلال میں مذکور حدیث سے کوئی اہم مسئلہ مستنبط ہوتا ہے اس کو بھی باب کا عنوان دے کر ذکر کرتے ہیں اور یہ 'باب فی الباب' کی اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اور کبھی ترجمۃ الباب کو استفہاماً ذکر کرتے ہیں، اس سے مقصود اختلاف کی طرف یا اپنے تردد کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔

☆......حدیث مبارکہ میں جب قرآن پاک کا کوئی لفظ آجائے تو اکثر اوقات امام بخاری رحمہ اللہ اس کی مناسبت سے دوسری آیت کو بھی ذکر فرمادیتے ہیں اور کبھی مادہ کی مناسبت سے مفردات کو بیان فرماتے ہیں، یعنی'' **انتقال من سورة الیٰ سورة**'' اور اسی طرح ''**انتقال من مادة الیٰ مادة**'' کا بھی اہتمام فرماتے ہیں۔

☆......امام بخاری رحمہ اللہ اہل سنت والجماعت کے مسلک کو مضبوط کر کے مرجئہ، کرامیہ، خارجیہ اور معتزلہ کا رَد کرتے ہیں۔

☆......نیز علم کلام کے مسائل سے بھی تعرض کرتے ہیں خاص کر کتاب التوحید میں قدماء کا مسلک بیان کرتے ہیں۔

☆......تدریس میں روایت الباب کا ترجمۃ الباب سے انطباق جو شراح نے لکھے ہیں بیان کیے جائیں۔

☆......حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مرحوم نے تقریر بخاری میں کچھ اغراض جمہور سے ہٹ کر بیان کی ہیں ان کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے۔

☆......اگر ترجمۃ الباب حنفیہ کے خلاف ہو تو حنفیہ کا مسلک اور حنفیہ کی طرف سے ترجمۃ الباب کا جواب ضرور ذکر کیا جائے

☆......امام بخاری رحمہ اللہ کے کچھ اوہام شراح نے بتلائے ہیں ان پر طلبہ کو متنبہ کیا جائے۔

☆......ائمہ مجتہدین کا اختلاف بیان کرتے ہوئے ادب سے نام لیا جائے۔

☆......اگر کسی امام کے مسلک کا جواب دینا ہو تو اس طریق سے دیا جائے کہ بے اَدبی لازم نہ آئے۔
☆......اگر کوئی حدیث عملی ہے تو عمل کر کے طلبہ کو دکھلایا جائے مثلاً بال نچوڑنا، رخسار پر ہاتھ رکھنا اور تحویل رداء وغیرہ کر کے دکھلایا جائے۔
☆......اہلِ باطل کے جو اعتراضات اَحادیث پر ہیں ان کو دور کیا جائے حضرۃ الاستاذ مولانا خیر محمد جالندھری اس کا خصوصیت سے اہتمام فرماتے تھے۔
☆......حدیث کی مناسبت سے باطل فرقوں کی تردید پر متنبہ کیا جائے۔
☆......عصمتِ انبیاء، مشاجرات صحابہ کا مسئلہ اہمیت سے پڑھایا جائے۔
☆......امام بخاری رحمہ اللہ نے اکثر مقامات پر تعلیقات ذکر کی ہیں ان کا فائدہ ضرور بتلایا جائے کہ یہ کس مقصد کے لیے ذکر کی گئی ہے۔
☆......مباحث علمیہ میں تطویل سے کام نہ لیا جائے نہایت اختصار کے ساتھ ائمہ اربعہ کے مذاہب اور فقہ حنفی کی ترجیح کو بیان کیا جائے۔
☆......دلائل اور جوابات جو ٹھوس ہوں ان کو بیان کیا جائے جو جوابات بطور احتمال شراح نے بیان کئے ہیں ان کو ذکر نہ کیا جائے
☆......'کتاب الحیل' میں امام صاحب رحمہ اللہ کے دلائل کو واضح کر کے صورتِ مسئلہ بیان کی جائے۔
جو تراجم عقائد سے متعلق ہیں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے مطابق ان کی شرح بیان کی جائے۔

سوال:......دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کو مطالعہ ءِ کتب میں کن اُمور کو مدنظر رکھنا چاہیے؟

جواب:......دورہ حدیث شریف کے طالب علم کو اُردو شروح کی بجائے حضرت مولانا احمد علی صاحب کے حاشیہ بخاری شریف اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے تراجم، حاشیہ سندھی، آثار السنن واعلاء السنن کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے نیز حدیث میں مشکل الفاظ کے ترجمہ پر بھی غور کرنا چاہیے۔

سوال:......استاذ کے لیے کیا چیز ضروری ہے؟......(الف) علمی لیاقت کا اظہار......(ب) کتاب اور فن کی تفہیم۔......(ج) طلبہ کی استعداد کے مطابق تدریس!

جواب:......استاد جس کتاب کو پڑھا رہا ہے اس کو اس فن میں مہارت ہو۔ استاد کی علمی لیاقت اور استعداد اتنی ہو کہ کتاب کی شروح اور حاشیہ سمجھ سکتا ہو، تعلیم میں بچوں کی اِستعداد کے مطابق سمجھائے اور مسئلہ کی تقریر کر کے عبارتِ کتاب پر اس کا اِنطباق ضرور کرائے۔ فقہ کی کتاب میں صورت مسئلہ بیان کرے اور عبارت میں ضمائر کے مراجع متعین کرے۔

سوال:......آج کے دور میں طالب علم اور استاذ کے رشتے کو آپ کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب:......آج کے دور میں طالبعلم اور استاد کا جو رشتہ ہونا چاہیے وہ ناپید ہے نہ استاد سبق سنتے ہیں اور نہ طلبہ سمجھ نہ آنے پر استاد سے رجوع کرتے ہیں۔ سکولوں، کالجوں والا طرز چل نکلا ہے کہ سبق پڑھنے کے بعد طالبعلم کا استاد سے کوئی رابطہ نہیں ہوتا۔

سوال:......ہمارے ہم مسلک بعض حلقوں میں 'تجدد' کی آوازیں اٹھنے لگی ہیں، ''میرے فہم کے مطابق'' کا جملہ عام

ہونے لگا ہے، اسلاف سے بے اعتمادی کی فضا بڑھنے لگی ہے، دینی حمیت کمزور اور سلف کے طریق سے اعتزال بڑھ رہا ہے۔ اس کے اسباب کیا ہیں اور حل کیا ہے آپ کی نظر میں؟

جواب:...... ہمارا مسلک اہل سنت والجماعت فرقہ ناجیہ کا ہے۔ اکابر علمائے دیوبند نے مضبوطی سے اس پر عمل کیا اور کرایا ہے۔ صراطِ مستقیم اہل سنت کا راستہ ہے اور اس کی اتباع کا حکم ہے اور دوسرے راستوں کے اتباع کی نفی ہے۔ اس لیے جو کوئی اکابر علمائے دیوبند کے مسلک کے علاوہ بات کرتا ہے ہمارے مسلک سے اس کا کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ مسلک سے نکلا ہوا ہے اس کو ہم مسلک کہنا ہی غلط ہے۔

تجدد کی آواز سلف سے بے اعتمادی اور فرق باطلہ سے مرعوبیت کی وجہ سے ہے، اس کا حل یہی ہے کہ اکابر علماء دیوبند کے مسلک پر سختی سے عمل کیا جائے۔ متجددین کو سمجھایا جائے کہ تم صراطِ مستقیم کو چھوڑ رہے ہو۔

اَساتذہ کرام بھی مسلک کی پابندی کریں اور طلبہ کو بھی پابندی مسلک کا ذہن دیں۔ مسلک اہل سنت اور اکابر علماء دیوبند کی پختگی کے واقعات آنے والی نسل کے لیے مشعلِ راہ ہیں، اس سلسلہ میں اساتذہ کرام اور طلبہ کو اسلاف کی کتب زیرِ مطالعہ رکھنی چاہییں۔

سوال:...... **ایک بات یہ بھی کہی جا رہی ہے کہ دورِ حاضر کے تقاضوں کو دیکھتے ہوئے فقہ کی نئے سرے سے تدوین ضروری، آپ اس پر کیا کہیں گے؟**

جواب:...... آج کے اس دور میں کوئی شخص ایسا نہیں جس میں اجتہاد کی تمام شرائط پائی جائیں اس لیے نئے سرے سے اجتہاد کی بات ہی غلط ہے، اور اگر فقہ کی نئے سرے سے تدوین کا مطلب یہ ہے کہ امام صاحب اور صاحبین رحمہما اللہ کی فقہ کے بجائے نئی فقہ کا استنباط کیا جائے تو اجماعی مسئلہ یعنی تقلید سے انحراف ہے۔

اگر فقہ کی نئے سرے سے تدوین کا مطلب یہ ہے کہ نئے پیدا ہونے والے مسائل پر احکام مرتب کئے جائیں یہ 'حوادث الفتاویٰ' ہیں ان پر غور کرنے کے لیے جید علماء کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان مسائل پر غور کر کے اَحکام مرتب کرے۔

اگر فقہ کی نئے سرے سے تدوین کا مطلب یہ ہے کہ فقہ حنفی جو کہ قانون بننے کی صلاحیت رکھتی ہے اس کو قانون کی کتاب کی طرز پر مدون کیا جائے تو یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کہ اسلامی قوانین کی کتاب ملکی قوانین کے مقابلہ میں پیش کی جا سکے۔

سوال:...... **ملا اور مسٹر کی 'خلیج' ختم کرنا کتنا ضروری اور کتنا غیر ضروری ہے؟**

جواب:...... پہلے ملا اور مسٹر کی تعریف کی جاتی ہے:

'مُلا' اس کو کہا جاتا ہے جو فکرِ آخرت رکھتا ہے اور اپنی دنیا ''قُوْت لا یَمُوْت'' پر گزارتا ہے، اس کے مقابل مسٹر اس کو کہا جاتا ہے جو آخرت کا منکر یا آخرت سے بے پرواہ ہو کر زندگی گزارتا ہے۔

ملا اور مسٹر کی خلیج ختم کرنا نہایت ضروری ہے اور اس کا طریقہ یہ اختیار کرنا کہ ملا کو مسٹر بنایا جائے یہ قطعاً جائز نہیں، البتہ مسٹر کو ملا بنانے کی ضرورت ہے تا کہ وہ آخرت کا قائل ہو کر فکرِ آخرت کرے۔ حاصل یہ ہے کہ مسٹر کو ملا بنانے سے یہ خلیج

ختم ہوسکتی ہے۔ اور مسٹر کو ملا بنانے کی محنت دو طرح سے ملک میں ہو رہی ہے۔

ایک محنت تبلیغی جماعت کی ہے کہ وہ مسٹر کو مسجد کے پاکیزہ ماحول میں لاکر فکرِ آخرت پیدا کرتی ہے اور اعمالِ آخرت کی دعوت دیتی ہے۔

اور دوسری محنت بعض حضرات کی ہے کہ معاشرہ میں تبدیلی کی بجائے دین میں ایسی ترمیم کردو کہ مسٹر آسانی سے اپنے آپ کو اس پر عامل دین دار سمجھنے لگ جائے۔

یہ دوسری محنت بہت خطرناک ہے اس سے اصل دین کی روح ختم ہو جائے گی اور آزاد خیال مسٹر اپنے بے دینی کے نظریات کو دین سمجھنے لگیں گے۔ بہرصورت جہاں مسٹر تیار ہو رہے ہیں وہاں دینیات کی تعلیم لازم قرار دی جائے تا کہ قرآن وحدیث کے نظریات کا تعین کر کے لوگ سنت کے مطابق عامل ہو جائیں۔

سوال:......امام اور خطیب کا تعلق براہ راست معاشرے سے ہے، اس حوالے سے آپ کی نظر میں اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

جواب:......امام اور خطیب کا تعلق براہِ راست عوام سے ہوتا ہے وہ معاشرہ کو دین دار بنا سکتے ہیں۔ اور اس کی کئی صورتیں ہیں:

نماز جمعہ کے خطبہ میں تذکیر بالموت و مابعدھا کو زیادہ سے زیادہ بیان کریں۔

صبح کو قرآن پاک کا درس دیں اور شام کو حدیث مبارکہ کا درس دیں اور ان کے ضمن میں ضروری عقائد اور مسائل بھی آسان طریقہ سے سمجھا دیا کریں اور اختلافی مسائل میں صرف اپنے مسلک کی پختگی اور اس کے دلائل بیان کریں۔ امام وخطیب کو چاہیے کہ تبلیغ والوں کے انداز میں فرداً فرداً ملاقاتوں میں بھی دین سکھائیں۔

سوال:......پچھلے پندرہ بیس سال سے اہلِ مدارس سیکولر، لبرل اور دین دشمن حلقوں کی طرف سے ہدفِ طعن ہیں، ایک حوالہ 'دہشت گردی' بھی ہے۔ کوئی ایک واقعہ ہوتا ہے اور پورے ملک میں مدارس کے خلاف جنگ کی سی کیفیت ہو جاتی ہے...... اس صورت حال پر آپ کیا تبصرہ فرمائیں گے؟

جواب:......اہلِ مدارس، سیکولر اور دین دشمن حلقوں کی طرف سے ہدفِ طعن ہیں، اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ علماء نے اپنی طاقت جزوی مسائل پر خرچ کر دی۔ عام مجالس اور جلسوں کے موقعہ پر تذکیر بالموت و مابعدھا جو قرآن کے علوم خمسہ میں سے ایک علم ہے اس کو بیان کرنا چھوڑ دیا۔

نیز دینی جماعتوں نے اپنا میدان صرف دینی مدارس کے طلبہ کو بنا لیا جہاں دین کو کمزور کرنے والے نظریات پڑھائے جاتے ہیں ان کو اپنا دائرہ تبلیغ نہیں بنایا۔ جماعت اسلامی نے جمعیت طلبہ کے ذریعہ سے کوشش کی لیکن وہ بھی آزاد خیال دین دار بنانے کی۔

اس لیے ضروری ہے دینی جماعتیں کالج واسکولوں میں صحیح دین دار طلبہ کی جماعتیں قائم کریں جو اسلام پر اٹھنے والے سوالات کا جواب دے کر طلبہ کا ذہن دیندار بنانے کی محنت کریں۔ اس سے سکولوں اور کالجوں کے طلبہ بھی دینی مدارس کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

خلاصہ یہ کہ ہمیں اپنی کمزوری تسلیم کرنی چاہیے کہ ہم نے سکولوں اور کالجوں کے طلبہ میں دین داری کی محنت نہیں کی

اور یہ میدان سیکولر اور دین دشمن حلقوں کے لیے خالی چھوڑ دیا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کو چاہیے کہ چاروں صوبوں میں عصری تعلیمی ادارے قائم کرے اوران کے نصاب میں ایسے مضامین شامل کرے جن کو پڑھ کر طلبہ میں دین اور دین داری کا شوق پیدا ہو اوران کے دلوں میں دین داروں کی عظمت قائم ہو سکے اہل سنت والجماعت کے مسلک کی پختگی ان میں آ جائے اور وہ اہلِ باطل کی تزویر سے بچ سکیں۔

مدارس اور اہلِ مدارس کو دہشت گرد قرار دینے کا منصوبہ سابقہ سے لاحقہ حکومت نے بنایا کہ ویسے مدارس پر قبضہ کریں گے تو بدنامی ہوگی اگر مدارس اور اہلِ مدارس کو دہشت گرد قرار دیا تو عوام اس بات پر راضی ہوں گے کہ جب مدارس اور اہلِ مدارس دہشت گرد ہیں تو حکومت ان کے خلاف کاروائی کرے اوران پر قبضہ کرلے تاکہ دہشت گردی ختم کی جاسکے۔ یہ کافروں کا منصوبہ ہے کہ دینی مدارس بند کیے جائیں اور ہماری حکومتیں مختلف طریقوں سے ان کی آلہ کار بنتی ہیں۔ نیز اہلِ مدارس نے اپنے آپ سے دہشت گردی کا طعن دور کرنے کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا۔ چاہیے یہ تھا کہ ہر ہر علاقہ میں اہلِ مدارس عوام کا جلسہ بلاتے اور دہشت گردی کی نفی کرتے۔ حکمران طبقہ میں رہنے والے لوگ اوراسی طرح تاجر برادری کے لوگ جو کہ مدارس سے اُنس رکھتے ہیں ان سے بیانات دلائے جاتے کہ مدارس اوراہل مدارس دہشت گرد نہیں ہیں۔ اب جب کہ حکومت نے اکثر مدارس پر چھاپے مارے اور دہشت گردی ثابت نہ کرسکے اس کو بھی عوام تک خاطر خواہ طریقہ سے نہیں پہنچایا گیا۔

اب جو بیداری کی تحریک شروع ہوئی ہے وہ بھی محدود طریقہ سے ہے اس کی نشرواشاعت اور کارروائی کو عوام تک پہنچانے کے لیے اخبارات، رسائل اور میڈیا کا سہارا لینا چاہیے۔

ملک کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کی باتیں ہورہی ہیں اور سیکولر طبقہ غالب آ رہا ہے، سیکولر طبقہ کے طعنہ سے مدارس کا دفاع تب ہی ہوسکتا تھا کہ لوگوں کو سیکولر حکومت کے نقصانات اوراس کا خلافِ اسلام ہونا بتلایا جاتا، لیکن حال یہ ہے کہ صرف بیانات آتے ہیں کہ ملک کو سیکولر اسٹیٹ نہیں بننے دیں گے جب عوام کو پتہ ہوگا کہ سیکولر اسٹیٹ کیا ہوتی ہے اوراس کے نقصانات کیا ہیں تو وہ بھی اہلِ مدارس کے شانہ بشانہ ہوں گے۔

بہر حال کچھ ہماری کمزوری ہے اور کچھ بے دین حکومتوں کی چیرہ دستی ہے۔

سوال:.......**اہلِ مدارس کو آپ موجودہ حالات کے تناظر میں کیا پیغام دیں گے؟**

جواب:.......اہلِ مدارس موجودہ حالات میں معاشرہ سے کٹ چکے ہیں۔ اہلِ مدارس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی اخلاق......عامۃ الناس کی خدمت......تعاون......حادثات میں خبر گیری......وغیرہ پر عمل کرتے ہوئے معاشرہ سے رابطہ ضرور رکھنا چاہیے، صرف چندہ لینے کی ہی فکر نہیں بلکہ دین دینے کی بھی فکر کرنا چاہیے، تبلیغ کو عام کرنے کے لیے یہ شعور پیدا کریں کہ گھروں، محلوں، مسجدوں جہاں وعظ کی ضرورت ہو وہاں ضرور وعظ کرائے جائیں اور علماء کو چاہیے کہ بلاتردد وہاں چلے جائیں اور بیان کرکے آجائیں چاہے کسی دعوت وغیرہ میں شریک نہ ہوں۔ اہلِ مدارس نے تبلیغ مہنگی کردی مثلاً اسٹیج ہو، لاؤڈ اسپیکر ہو، شامیانے ہوں، مجمع ہو تو تبلیغ کریں گے سادہ طریقہ سے وعظ نہیں کریں گے۔

اہلِ مدارس کو یہ حقیقت بھی پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ یہ مدارس عام درس گاہوں کی طرح محض درس گاہ نہیں بلکہ حفاظت اسلام کی ایک زندہ تحریک ہیں اسی طرح تدریس علوم دینیہ کسبِ معاش کے پیشوں میں سے ایک پیشہ نہیں بلکہ یہ آخرت کی 'تجارتِ رابحہ' ہے اس لیے دو باتوں کی طرف اہلِ مدارس کو ضرور توجہ کرنی چاہیۓ۔

اولاً:......زمانہ تدریس میں جو طلبہ غیر معمولی طور پر محنتی اور ذہین ہوں ان کی پوری پوری حوصلہ افزائی کی جائے اور تفسیر ،حدیث ،فقہ اور افتاء میں ان کے لیے تخصصات کا اہتمام کیا جائے تا کہ یہ گوہر ضائع نہ ہوں۔

ثانیاً:...... بڑے جامعات کے ارباب اختیار کو اب اس پر غور کرنا چاہیے کہ ہر سال مدارس سے ایک کثیر تعداد فارغ التحصیل ہوتی ہے ان میں سے چند ایک مدرس، کچھ امام و خطیب اور بعض سرکاری اداروں کا رخ کرتے ہیں جب کہ ایک کثیر تعداد حالات کے رحم و کرم پر ہوتی ہے اور بعد ازاں معاشی تنگی سے گزرنے والے یہ فضلاء اپنی اولادوں کو مدارس کی بجائے عصری تعلیمی اداروں میں بھیجنا پسند کرتے ہیں۔ یہ صورت حال تشویشناک ہے اس لیے مدارس کے ارباب اختیار کو فضلاء کے معاشی مستقبل کے لیے غور و فکر کرنا چاہیے۔

نیز موجودہ حالات میں تعلیم کی آزادی چھینی جا رہی ہے اس کو برقرار رکھنا چاہیے۔ جس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اعلیٰ سطح کے وفود اعلیٰ سطح کے حکومتی لوگوں کو مذہبی آزادی کا تأثر دلائیں۔ نیز عدالت میں رجوع کریں کہ مذہبی آزادی جو آئین کی شق ہے ہمیں اس کے مطابق اپنے مذہب کی تعلیم عام کرنے میں آزادی دی جائے کسی قسم کی پابندی نہ لگائی جائے۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

31 مارچ 2016ء
جمعرات بعد نماز مغرب

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری
دامت برکاتہم
(امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

نوٹ: ہر انگریزی ماہ کی آخری جمعرات کو بعد نمازِ مغرب مجلسِ ذکر و اصلاحی بیان ہوتا ہے

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961